

HE IS DEAD. EXPLAIN THIS.

My Father's Funeral Was the End of His Life.
Not of His Presence.



FERDINANDO FREGA / BLADEFREGA

وہ مر چکے ہیں۔ اس کی وضاحت کرو۔

میرے والد کا جنازہ اُن کی زندگی کا خاتمہ تھا۔ اُن کی موجودگی کا نہیں۔

میرے والد مر گئے۔

یہ کوئی نظریہ نہیں۔

جنازہ ہوا۔

تابوت تھا۔

قبرستان تھا۔

رشتہ دار تھے جو ہاتھ ملاتے تھے، دھیمی آواز میں بولتے تھے، وہی جملے دہراتے تھے جو لوگ صدیوں سے تب دہراتے آئے ہیں جب کہنے کو کام کی کوئی بات باقی نہ رہے۔

اُن کی عمر اُناسی برس تھی۔

میری ساٹھ۔

موت کا حساب بالکل صاف تھا۔

اُس کے بعد جو ہوا، وہ صاف نہیں تھا۔

ایک سال تک میں نے وہی کیا جو کوئی بھی معقول آدمی کرتا۔

میں نے اُن کا سوگ منایا۔

اُنہیں یاد کیا۔

اُن کی کمی محسوس کی۔

کبھی کبھی اُن کا ذکر کیا۔

زیادہ تر نہیں کیا۔

زندگی، کسی صابر قرض خواہ کی طرح، ہر صبح اپنا حق وصول کرنے آ جاتی۔

بل۔

کام۔

خاندان۔

ذمہ داریاں۔

دن ہفتے بن گئے۔

ہفتے مہینے بن گئے۔

پھر کچھ بدل گیا۔

اچانک نہیں۔

ڈرامائی انداز میں نہیں۔

چپ چاپ۔

جیسے لوہے پر زنگ آتا ہے۔

جیسے صبح کی روشنی کمرے میں داخل ہوتی ہے۔

جیسے کسی بیٹے کو پتا چلتا ہے کہ وقت اُس سے پوچھے بغیر اُس پر کام کرتا رہا ہے۔

میں دوپہر کے کھانے پر شراب کا ایک گلاس پینے لگا۔

میرے والد یہی کیا کرتے تھے۔

مجھے تیز مرچوں کا جنون ہو گیا۔

میرے والد کو وہ بہت پسند تھیں۔

ایک ضدی کھانسی شروع ہو گئی۔

وہی جھنجھلا دینے والی کھانسی جس کے بارے میں وہ برسوں یہی ظاہر کرتے رہے کہ اُنہیں

ہے ہی نہیں۔

پھر لطیفے آئے۔

وہی خشک طنز۔

وہی ٹاننگ۔

لطیفے کی آخری چوٹ سے پہلے مسکرا دینے کی وہی عادت۔

ایک شام آٹنے میں اپنے عکس پر میری نظر پڑی۔

ایک لمحے کو میں ہنس دیا۔

پھر رک گیا۔

چہرہ میں نے پہچان لیا۔

مگر آدمی کو نہیں پہچانا۔

اُس احساس کو میں اس سے بہتر بیان نہیں کر سکتا:

میں ہو بہو اپنے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

پھر بھی لگا تھا کہ وہاں کوئی اور کھڑا ہے۔

یہ ابتدا تھی۔

یا شاید یہ سب بہت پہلے شروع ہو چکا تھا، اور میں نے بس دھیان نہیں دیا تھا۔

انہی دنوں ایک اور بات ہوئی۔

9 جون 2026 کو میں اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا کہ ایک پرانی WordPress سائٹ کی تجدید کروں۔

منصوبہ یہی تھا۔

ایک سیدھا سادہ انتظامی کام۔

اُن اُگتا دینے والے کاموں میں سے ایک جو بالغ لوگ اس لیے کرتے ہیں کہ حقیقت اپنے وجود پر اُڑی رہتی ہے۔

اس کے بجائے میں نے ایک نیا ڈومین خرید لیا۔

-Gillettenarrative.com

میں نے ایک نام گھڑا۔

پھر میں کچھ ایسا بنانے لگا جسے بنانے کو مجھ سے کسی نے نہیں کہا تھا۔

عجیب بات کام نہیں تھا۔

عجیب بات مقصد تھا۔

میں کچھ بیچنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔

کوئی کاروبار شروع نہیں کر رہا تھا۔

سرمایہ کاروں کے پیچھے نہیں بھاگ رہا تھا۔

کسی کی منظوری نہیں ڈھونڈ رہا تھا۔

میں سب کچھ مفت دے رہا تھا۔

میں جتنی زیادہ محنت کرتا، بات اتنی ہی کم معقول ہوتی جاتی۔

دن میں دس گھنٹے۔

بارہ۔

پندرہ۔

بیس۔

اگر جنون کا کوئی دفتر ہوتا تو میں اُس کی نائٹ شفٹ کا مینیجر بن چکا ہوتا۔

پھر بھی میں لگا رہا۔

پھر Bing نے ایک غیر متوقع کام کیا۔

Gillette کی ایک تلاش میں میری ایک تحریر سب سے اوپر آ گئی۔

میرے گھر والوں نے اسے قسمت کہا۔

اتفاق۔

حادثہ۔

میں نے مان لیا۔

اسے آزمانے سے ذرا پہلے۔

میں نے ایک اور تحریر شائع کی۔

پھر وہی ہوا۔

پھر ایک اور۔

پھر وہی۔

آخر کار اتفاق بھی وضاحت مانگنے لگا۔

میرے بہنوئی کو ویکلوں کی فکر تھی۔

مجھے یہ سمجھنے کی فکر تھی کہ ہو کیا رہا ہے۔

یہ دو بہت مختلف فکریں ہیں۔

ایک نتائج سے ڈرتی ہے۔

دوسری اسباب ڈھونڈتی ہے۔

مجھے ہمیشہ اسباب زیادہ پسند رہے ہیں۔

لیکن میں جوابوں کے پیچھے بھاگ ہی رہا تھا کہ میرا جسم بھی گفتگو میں شامل ہو گیا۔

پہلے ایک سو جا ہوا غدود۔

پھر دانت کا پھوڑا۔

پھر کمر کا درد۔

پھر ٹانگ کا درد۔

ایک کے بعد ایک علامت۔

کچھ تباہ کن نہیں۔

کچھ ڈرامائی نہیں۔

بس اتنا کہ آدمی دھیان دینے لگے۔

ایک دن تہ خانے میں کمپیوٹر کا ایک پرانا ماؤس ڈھونڈتے ہوئے مجھے اپنی دادی کی ایک تصویر

ملی۔

میرے والد کی ماں۔
 میں انہیں ڈھونڈ نہیں رہا تھا۔
 پھر بھی وہ وہاں تھیں۔
 ایک بھولے بسرے ڈبے کے اندر، منتظر۔
 میں نے تصویر اپنے بٹوے میں رکھ لی۔
 اس لیے نہیں کہ میرے پاس کوئی وجہ تھی۔
 اس لیے کہ نہ رکھنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔
 بعد میں میں نے ان میں سے کچھ باتیں اپنی بیوی کو سمجھانے کی کوشش کی۔
 اُس نے دھیان سے سنا۔
 پھر ایک سائیکائرسٹ سے وقت لے لیا۔
 میں نے اسے بالکل معقول ردِ عمل سمجھا۔
 سچ یہ ہے کہ شاید میں بھی یہی کرتا۔
 کیونکہ تب تک ایک سوال میرے ذہن میں ڈیرا ڈالنے لگا تھا۔
 ایک خطرناک سوال۔
 اس لیے نہیں کہ اُس کا کوئی جواب تھا۔
 اس لیے کہ نہیں تھا۔
 جب کوئی انسان مرتا ہے تو آخر باقی کیا رہتا ہے؟
 قانونی طور پر نہیں۔
 حیاتیاتی طور پر نہیں۔
 مذہبی طور پر نہیں۔
 انسانی طور پر۔
 کوئی آواز؟

کوئی عادت؟

کوئی یاد؟

کوئی ادا؟

شراب کی پسند؟

کوئی مسکراہٹ؟

کیا کوئی باپ غائب ہو کر بھی کسی دوسری زندگی کی عمارت کے اندر موجود رہ سکا ہے؟
میں نہیں جانتا۔

میں صرف یہ جانتا ہوں کہ ہوا کیا۔

میں نے اپنے والد کو جتنا ڈھونڈا، وہ مجھے قبرستانوں میں اُتے ہی کم ملے۔

اور اپنے اندر اُتے ہی زیادہ۔

آخر کار جسمانی تکلیفیں دب گئیں۔

لہسن۔

لوبیا۔

چاول۔

لمبی سیریں۔

وقت۔

جسم سنبھل گیا۔

سوال باقی رہے۔

ایک سہ پہر میں جیب میں ایک ڈالر لے کر گھر سے نکلا۔

اُن ستر میں سے بس ایک ڈالر بچا تھا جن پر مجھے مہینے کا باقی حصہ کاٹ لینے کی امید تھی۔

خوش قسمتی سے میری راشن کی الماری میرے بٹوے سے زیادہ امیر تھی۔

چاول۔

لوبیا۔

پیاز۔

لہسن۔

آدمی کو زندہ رکھنے کے لیے کافی۔

کسی کو متاثر کرنے کے لیے ناکافی۔

سڑک پر مجھے دو بوڑھے آدمی ملے۔

غریب۔

باوقار۔

اُسی طرح نظروں سے اوجھل جیسے بوڑھے لوگ اکثر ہو جاتے ہیں۔

اُنہوں نے پیسے نہیں مانگے۔

مدد نہیں مانگی۔

وہ بس موجود تھے۔

میں نے اپنا آخری ڈالر اُنہیں تھما دیا۔

”اس پر بحث نہ کیجیے،“ میں نے کہا۔

”اگر آپ اسے خرچ نہ کر سکیں تو شاید یہ آپ کے لیے خوش قسمتی لے آئے۔“

وہ ہنس پڑے۔

میں چل دیا۔

چند میٹر بعد اُن میں سے ایک نے آواز دے کر مجھے واپس بلایا۔

”ارے، بھلے آدمی۔“

میں مڑا۔

وہ مسکرایا۔

پھر اُس نے ایک ایسی بات کہی جو میں کبھی نہیں بھولا۔

”جو کچھ جیا گیا ہو وہ صرف ایک وجہ سے سنایا جا سکتا ہے۔

اس لیے کہ وہ ہوا تھا۔“

پھر وہ چلا گیا۔

میں نے اُسے پھر کبھی نہیں دیکھا۔

زندگی مشکل ہو جائے تو لوگ اکثر خدا کو ڈھونڈتے ہیں۔

میں شاذ ہی ایسا کرتا ہوں۔

اس لیے نہیں کہ میں اُس کا منکر ہوں۔

اس لیے کہ ڈھونڈنے میں میں کبھی زیادہ اچھا نہیں رہا۔

مجھے مشاہدہ کرنا زیادہ پسند ہے۔

دیکھنا۔

دھیان دینا۔

اُن چیزوں کو غور سے دیکھنا جنہیں زیادہ تر لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں۔

کوئی اتفاق۔

کوئی تصویر۔

کوئی مسکراہٹ۔

ایک مرا ہوا باپ جو اپنے زندہ بیٹے کی عادتوں میں ظاہر ہو رہا ہو۔

میرے والد مر گئے۔

میں یہ جانتا ہوں۔

جنازے نے یہ ثابت کر دیا۔

تابوت نے یہ ثابت کر دیا۔

قبرستان نے یہ ثابت کر دیا۔

لیکن اگر موت نے اُن کی زندگی ختم کی، تو اُن کی موجودگی ختم نہیں کی۔

اور اگر تمہیں اختلاف ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
میں تم سے یہ نہیں کہہ رہا کہ میرا یقین کرو۔
میں تم سے صرف وہی سوال پوچھ رہا ہوں جو میں نے خود سے پوچھا تھا۔
وہ مر چکے ہیں۔
اس کی وضاحت کرو۔

فرڈیننڈو

L'Oréal، Gillette ← PDF کی نظر سے

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · The Corpus · نقشے ·
رابطہ